کی معنویت آج سمجھ میں آئی۔ تجلیوں کا وہ ہجوم کہ آنکھیں جلوے سمیٹتے سمیٹتے تھکی جا رہی ہیں۔ یہاں کے انوار کا کیا پوچھنا ۔ یہ آفتاب جہاں تاب بے چارہ اس جلوہ گاہ کے ذروں کا ادنیٰ غلام ہے!

دائیں بائیں ' اوپر نیچے ' ادھر ادھر روشنی ہی روشنی اور نور ہی نور مگر لطف یہ کہ آنکھیں خیرہ نہیں ہوتیں۔ یہ آنکھوں کا نہیں خود یہاں کی تجلیوں کا کمال ہے صوفیہ کا قول ہے کہ " تجلی میں تکرار نہیں " مگر اس مسئلہ پر غور کرنے کی یہاں فرصت کسے ہے ؟

جب ہم مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئے ہیں تو ظہر کی نماز تیار تھی سنتوں کے بعد جماعت سے نماز ادا کی کہاں ! مسجد نبوی اور سجدہ گاہ مصطفویؐ میں ! پیشانی کی اس سے بڑھ کر معراج اور کیا ہو گی ؟

نماز کے بعد اب روضہ اقدس کی طرف چلے ۔ حاضری کی بے اندازہ مسرت کے ساتھ اپنی تہی دامنی اور بے مائیگی کا احساس بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ درود کے لئے آواز بلند ہوتے ہوتے بھنچ بھی جاتی ہے ۔ قدم کبھی تیز اٹھتے ہیں اور کبھی آہستہ ہو جاتے ہیں۔ مواجہ شریف حاضر ہونے سے پہلے قمیض کے گریبان کے بٹن ٹھیک کئے ٹوپی سنبھالی اور پھر۔

وہ سامنے ہیں' نظام حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

زائرین بلند آواز سے درود و سلام عرض کر رہے ہیں اور کتنے تو جالی مبارک کے بالکل قریب جا پہنچے ہیں مگر اس کمینہ غلام کے شوق بے پناہ کی یہ مجال کہاں ' چند گز دور ستون کے قریب کھڑا ہو گیا ۔ ہاتھ باندھے ہوئے ۔ مگر نماز کی ہیت سے مختلف ' آہستہ آہستہ صلوٰۃ و سلام عرض کر رہا ہوں کہ حضورؐ کی محفل کے آداب کا یہی تقاضا ہے اور یہ آداب خود قرآن نے سکھائے ہیں۔

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول الل •

الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب الل •

الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق الل •

الصلوۃ والسلام علیک یارحمتہ للعالمین

زبان سے یہ لفظ نکلے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔!
صلوٰۃ وسلام عرض کررہاہوں مگر آواز گلوگیر ہوتی جارہی ہے اور الحمد اللہ کہ آنکھیں روضہ مبارک کی جالیوں کو چوم رہی ہیں اور دل آنکھوں کو مبارک دے رہا ہے۔ زبان حال سے آنکھوں کی اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے!

(کاروان حجاز از ماہر القادری ' ص ۱۴۴ ۔ ۱۴۶)